بسمہ سبحانہ

راویان حدیث پر ایک نظر قسط پنجم

انس بن مالک

کثرت سے احادیث بیان کرنے والوں میں ابوہریرہ کے بعد انس بن مالک بن نظر بن ضمضم کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی ماں کا نام ام حرام ابی طلحہ کی زوجہ تھیں ان کو رسول للہ کی خدمت میں پیش کیا اور انہوں نے ۹ سال خدمت رسول اکرم کی۔ یعنی ہجرت کے بعد یہ خدمت رسول میں آئے۔ انہوں نے ابوبکر، عمر عثمان اور ابن مسعود سے روایات بیان کی ہیں (طبقات ابن سعد جلد ہفتم ص ۳۸، البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۹ ص ۱۹۳ طبع نفیس اکیڈیمی کراچی)۔ واضح رہے کہ اس فہرست میں اہلبیتؑ سے کوئی نہیں ہے۔

احمد بن صالح عجلی نے کہا کہ جذام اور برص کی بیماری میں مبتلا صحابہ میں صرف دو تھے ایک معیقب جن کو جذام کا مرض ہو گیا تھا، اور دوسرے انس کو جن کو برص کی بیماری تھی، ابو جعفر کا کہنا ہے کہ میں نے انس کو بڑے بڑے لقمے کھاتے دیکھا اور ان کو برص کی بیماری تھی۔ اس بیماری کے سلسلے میں جو معتبر روایت ملتی ہے وہ ابن قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف میں لکھا ہے۔ "انس بن مالک کے چہرے پر برص نمایاں تھا جس کہ وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ جب حضرت علی نے فرمایا جس نے رسول للہ سے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو سنا ہو وہ گواہی دے، بارہ صحابی نے گواہی دی مگر انس بن مالک اور براء بن عازب نہ اُٹھے اور نہ گواہی دی۔ حضرت علیؑ نے انس اور براء بن عازب سے پوچھا کہ تم نے کیوں گواہی نہیں دی حالانکہ تم دونوں نے بھی اسی طرح سنا تھا جس طرح سب نے سنا۔ انس بن مالک نے کہا میں بھول گیا مجھے یاد نہیں ہے۔ اس پر حضرت علی نے کہا اگر جھوٹا ہے تو للہ تجھ پر ایسا سفید نشان لگائے جس کو تو کبھی چھپا نہ سکے (اسی سے یہ محاورہ نکلا ہو سفید جھوٹ۔ مراد) چنانچہ یہ برص میں مبتلا ہوا جس کو اس نے عمامہ سے چھپانے کی کوشش کرتا تھا" کتاب المعارف ص ۲۵۱۔ یہ بات قابل لحوظ رہے کہ اس حدیث میں بھی لوگوں نے تحریف کی چنانچہ جو کتاب المعارف طبع مصر مطبعت الاسلامیہ مصر ۱۳۵۳ھ میں یہ لکھ کر اس حدیث کو مشکوک کیا کہ " قال ابو محمد کہ اس میں کوئی اصلیت نہیں ہے"

البرص

(أنس بن مالك) كان بوجهه برص وذكر قوم أن عليا رضي الله عنه سأله عن قول رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقال كبرت سني ونسيت فقال علي إن كنت كاذبا فضربك الله ببيضاء لا تواريها العمامة

<u>قال أبو محمد ليس لهذا أصل</u>

اور اسی کتاب کا دوسرا نسخہ طبع ۷۱۰ھ Manuscript : Birtish Library Cat Ref: OR : 1491 Dated Last day ofShaban 710 AH (1310 CE)

[illegible]
عبيدة السلماني كان اصم اعور الابرص انس بن مالك كان بوجهه برص
ذكر قوم ان عليا سأله عن قول رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه فقال كبرت سني ونسيت فقال له علي ان كنت كاذبا
فضربك الله ببيضاء لا تواريها العمامة ... كان يقول

"قال ابو محمد کہ اس میں کوئی اصلیت نہیں" نہیں ہے۔

چنانچہ اسی کی حمایت میں ابن ابی الحدید معتزلی اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ جلد ۱۹ ص ۲۱۷ طبع احیاء الکتب العربیہ ۱۳۷۸ھ میں پورا واقعہ تحریر کیا۔

**(الشرح) المشهور ان عليا عليه السلام ناشد الناس الله في الرحبة بالكوفة فقال أنشدكم الله
الله صلى الله عليه وآله يقول لي وهو منصرف من حجة الوداع من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال
من عاداه فقام رجال فشهدوا بذلك فقال عليه السلام لانس بن مالك لقد حضرتها فما بالك فقال يا
كبرت سني وصار ما أنساه أكثر مما أذكره فقال له إن كنت كاذبا فضربك الله بها بيضاء لا تواريها
حتى أصابه البرص فأما ما ذكره الرضي من أنه بعث أنسا إلى طلحة والزبير فغير معروف ولو كان قد
بكلام يختص بهما من رسول الله صلى الله عليه وآله لما أمكنه أن يرجع فيقول إني أنسيته لأنه ما
خرج من عنده إلا وقد أقر بمعرفته وذكره فكيف يرجع بعد ساعة أو يوم فيقول إني أنسيته فينكر بعد
يقع وقد ذكر ابن قتيبة حديث البرص والدعوة التي دعا بها أمير المؤمنين عليه السلام على أنس بن
المعارف في باب البرص من أعيان الرجال وابن قتيبة غير متهم في حق علي عليه السلام على المشهور من**

تعریف کے لئے عصر حاضر کے دو مشہور کے حوالے کافی ہے۔ ابن قتیبہ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں ص ۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ نہایت نامور اور مستند مصنف تھا محدثین بھی اس کے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں" اور علامہ مودودی اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں ص ۳۰۹ پر تحریر فرماتے ہیں "ابن کثیر اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ اور صاحب فضل و شرف تھا" ابن حجر کہتے ہیں وہ نہایت سچا آدمی تھا" ابن حزم کہتے ہیں "اپنے دین اور علم میں بھروسے کے قابل تھا"۔

انس ابن مالک کی تعریف کے لئے امام اعظم ابو حنیفہ کا فرمانا ہی کافی ہے الاعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا "اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابو بکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابو بکر کی رائے اختیار کریں گے؟" تو ابو حنیفہ نے کہا "ضرور" "علی ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علیؑ کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کردوں گا"۔ پھر امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا" سوائے انس بن مالک، اور ابو ہریرہ، اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کردوں گا"۔

چند روایتیں جو انس ابن مالک کے بارے میں ہیں وہ قابل دید ہیں۔

۱۔کتاب الاوایل ابو ہلال عسکری میں ہے کہ: انس بن مالک کو حجاج نے سابور کا حاکم مقرر کیا تھا جو زمین فارس میں ہے دو سال وہ وہاں رہے مگر نماز ہمیشہ قصر کرتے تھے اور روزہ ماہ رمضان کا نہیں رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے "دیکھئے کب ہم یہاں سے معزول ہوتے ہیں"۔

۲۔وکیع نے ابو خالوت عبدالسلام سے بتایا کہ میں نے انس کے سر پر ریشمی پگڑی دیکھی۔

۳۔عفان بن مسلم نے خبر دی کہ ہم نے انس کے ہاتھ انگوٹھی دیکھی جس میں بھیڑیے یا لومڑی کی تصویر کندہ تھی۔

۴۔بکار بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ صحابہ میں انس بن مالک مال و زر کے بارے سب سے زیادہ حریص تھے۔

۵۔حماد بن سلمہ سے کہ انس بن مالک نے ایک حدیث رسول اللہ کی بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا "کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی؟"۔اس پر انس انتہائی غصہ سے کہنے لگے "اللہ کی قسم! ہم نے ہر حدیث رسول اللہ سے نہیں سنی۔ لیکن ہم آپس میں کسی مسلمان کو جھوٹا نہیں سمجھتے"۔اس کا مطلب تھا میں نے حدیث نہیں سنی مگر مجھے جھوٹا مت سمجھو۔

۶۔محمد ابن عبداللہ انصاری سے ہے کہ "میں نے انس ابن مالک کو دیکھا جسم پر ریشمی منقش چادر تھی سر پر ریشمی پگڑی تھی اور ریشمی ہی جبہ تھا۔ جب لوگوں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا یہ کیا؟ تم تو ہم کو ریشم سے منع کرتے ہو اور خود پہنتے ہو اور یہ بھی کہتے ہو کہ فرمایا رسول اللہ نے جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں محروم (اس سلسلے میں متعدد روایتیں بخاری اور مسلم میں موجود ہیں)۔ تو انس نے کہا ہمارے امراء ہمیں یہ لباس دیتے ہیں اور ہم چاہتے کہ وہ یہ لباس ہمارے جسم پر دیکھیں۔

مذکورہ روایتیں کتاب طبقات ابن سعد جلد ہفتم ۲۳۸ تا ۲۶۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔جس کے مصنف کے بارے میں ہے کہ ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری المتوفی ۲۳۰ھ کی شہرۂ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عالم ہے۔یہ کتاب ۲۰۷ھ اور ۲۲۷ھ کے درمیان بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئیں۔مصنف کے دور حیات ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں۔علامہ شبلی نعمانی اس کے متعلق لکھتے ہیں :"نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے"۔الفاروق ص ۷۔سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸۔ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں یہ ثقہ اور صدوق تھا۔حصہ چہارم ص ۱۹۶۔ابن سعد، بخاری اور مسلم سے قبل کے ہیں۔

۷۔ الزہری کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک کے پاس حاضر ہوا تو وہ رو رہے تھے میں نے کہا کیوں رو رہے ہو جواب دیا میں رسول اللہ کے زمانے کی اب کوئی بات بجز نماز کے نہیں دیکھتا تھا مگر اب تم لوگ اس میں بھی جو چاہا تبدیل کر لی۔

۸۔ابن عوف محمد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب انس ابن مالک کوئی حدیث رسول بیان کرتے تو بعد کو یہ کہتے تھے یا جیسا رسول اللہ نے کہا ہو۔اس کا مطلب یہ حدیث من و عن نہیں بیان کرتے تھے۔

۹۔علی بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حجاج کے ساتھ محل میں تھا اتنے میں انس بن مالک آ گئے حجاج نے کہا "یہی وہ خبیث فتنہ پرور ہے جو کبھی علی کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی ابن زبیر کے ساتھ مل جاتا ہے اور کبھی ابن الاشعث کا ہمنوا بن جاتا ہے۔ قسم خدا کی میں اس کو اکھاڑ پھینکوں گا جس طرح "گوند" اکھاڑا جاتا ہے "کھلے" ہی طرح اس کو سیدھا کروں گا۔ علی بن یزید نے بیان کیا یہ سن کر انس نے کہا کیا میں یا امیر؟ حجاج نے کہا ہاں میری مراد تجھ ہی سے ہے۔اللہ تیری ساعت کھو دے۔چنانچہ انس وہاں سے چلے گئے۔ حسب بالا روایتیں ۷ تا ۹ ، البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۹ ص ۱۶۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی سے نقل کی گئی ہیں۔